احادیثِ نزولِ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام
اور منکرین حدیث کے اعتراضات کا علمی جائزہ (قسط:۱۵)

حافظ عبیداللہ

حدیث نمبر 13:

’’(امام مسلم فرماتے ہیں) بیان کیا ہم سے **عُبیـد اللّٰـه بن مُعاذ العنبری** نے، وہ کہتے ہیں ہم سے بیان کیا ہمارے والد (**مُعاذ بن مُعاذ بن نصر العنبری**) نے، وہ کہتے ہیں ہم سے بیان کیا **شعبة (بن الحجاج)** نے، اُن سے **نُعمان بن سالم** نے، وہ کہتے ہیں میں نے **یعقوب بن عاصم بن عُروة بن مسعود الثقفی** کو یہ کہتے سُنا کہ میں نے **حضرت عبداللّٰه بن عمرو** ؓ سے سنا..... آپ نے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا...... (آگے دجّال کے خروج کا ذکر ہے، اسی ضمن میں فرمایا)...... **فَیَبعَثُ اللّٰـهُ عِیسیٰ بنَ مریمَ کأنه عُروة بن مسعود فَیطلُبه فَیُهلِکه ...... الی آخر الحدیث** ۔‘‘ پھر اللہ مریم کے بیٹے عیسیٰ کو بھیجیں گے ان کا حلیہ (صحابی) عروہ بن مسعود جیسا ہوگا، پس وہ دجال کو ڈھونڈھ کر اسے ہلاک کر دیں گے۔

(**صحیح مسلم**، باب فی خروج الدجّال ومکثه فی الأرض ونزول عیسیٰ)

راویوں کا تعارف:

عُبید اللّٰه بن مُعاذ بن مُعاذ بن نصر العنبري البصري (ابو عمرو)

امام ذہبی نے ان کا تعارف یوں کرایا ہے: ’’**الحافظ الأوحد، الثقة**‘‘ یکتائے زمانہ (حدیث کے) حافظ اور ثقہ۔ ایک دوسری جگہ انہیں ’’**الحافظ الحُجّة**‘‘ لکھا ہے۔ امام بخاری وامام مسلم اور امام ابوداؤد نے ان سے روایت لی ہے۔ امام ابوداؤد نے کہا کہ: ’’انہیں دس ہزار کے قریب احادیث زبانی یاد تھیں، اور وہ فصیح آدمی تھے‘‘۔ امام ابوحاتم رازی نے انہیں ’’ثقہ‘‘ کہا ہے۔ ابن حبان نے بھی انہیں ’’ثقہ‘‘ بتایا ہے۔ ابن قانع نے بھی ان کی ’’توثیق‘‘ کی ہے۔ حافظ ابن حجر نے بھی انہیں ’’ثقہ اور حافظ‘‘ لکھا ہے۔ امام بخاری کے مطابق ان کی وفات سنہ 237 ہجری میں ہوئی۔

(التاریخ الکبیر للبخاري، ج 5 ص 401 /الجرح والتعدیل، ج 5 ص 335 /تهذیب الکمال، ج 19 ص 158 /تاریخ الاسلام، ج 5 ص 881 /تهذیب التهذیب، ج 7 ص 48 /ثقات ابن حبان، ج 8 ص 406/الکاشف، ج 1 ص 686 / تقریب التهذیب، ص 374 /سیر اعلام النبلاء، ج 11 ص 384 وغیرها من الکتب)

ایک وضاحت: حافظ ابن حجر نے ابن الجنید کے حوالے سے یحییٰ بن معین کا قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ’’بن

سمینة وشباب وعبید اللّٰہ بن مُعاذ لیسوا من اصحاب حدیث ولیسوا بشيء'' کہ ''**بن سمینة**''اور ''**شباب**''اور ''**عبید اللّٰہ بن معاذ**'' اصحاب حدیث میں سے نہیں ہیں اور یہ کچھ بھی نہیں۔تمنا عمادی صاحب نے بھی اُن ائمہ کے اقوال تو ذکر نہیں کیے جنھوں نے ''عبیداللہ بن معاذ'' کی توثیق کی ہے لیکن یحییٰ بن معین کی طرف منسوب اس قول کا ذکر کیا ہے اور پھر اس پر یوں حاشیہ آرائی فرمائی ہے کہ:''جو خود کچھ بھی نہیں اس کی حدیث بھی کچھ بھی نہیں'' (انتظارِ مہدی ومسیح، ص213)۔

عرض ہے کہ یحییٰ بن معین جب کسی کے بارے میں ''**لیس بشيء**'' کہیں تو اس کا ہر حال میں یہی مطلب نہیں ہوتا کہ وہ راوی ضعیف اور نا قابل قبول ہے، بلکہ کبھی ان کی مراد یہ بھی ہوتی ہے کہ اس راوی سے بہت زیادہ احادیث مروی نہیں ہیں، چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری کے مقدمہ میں لکھا ہے:

''**وذکر ابن القطان الفاسي أن مراد ا بن معین بقوله في بعض الروایات لیس بشيء یعني أن احادیثه قلیلة جداً**'' ابن القطان نے ذکر کیا ہے کہ بعض روایات کے ضمن میں یحییٰ بن معین کا (کسی راوی کے بارے میں) یہ کہنا کہ ''یہ کچھ نہیں'' اس کا مطلب ہوتا ہے کہ اس راوی کی احادیث کی تعداد بہت قلیل ہے۔

(هدي الساري مقدمة فتح الباري، ج1 ص421)

اس کی مزید وضاحت حافظ ابو محمد عبدالعظیم بن عبدالقوي المنذري (متوفی 656ھ) نے یوں فرمائی ہے:

''**وأما قولهم فلان لیس بشيء، ویقولون مرة حدیثه لیس بشيء ، فهذا یُنظر فیه: فأن کان الذي قیل فیه هذا، قد وَثّقه غیر هذا القائل، واحتجّ به، فیحتمل أن یکون قوله محمولاً علی أنه لیس حدیثه بشيء یُحتج به ، بل یکون حدیثه عنده یُکتب للاعتبار وللاستشهاد وغیر ذلک. وإن کان الذي قیل فیه ذلک مشهوراً بالضعف ولم یُوجد من الائمة من یحسن أمره ، فیکون محمولاً علی أن حدیثه لیس بشيء یُحتجّ به ولا یُعتبر به ولا یستشهد به ویلتحق هذا بالمتروک**'' جب کوئی (ائمہ جرح وتعدیل میں سے) یہ کہے کہ ''فلاں کچھ نہیں'' یا ''فلاں کی حدیث کچھ نہیں''، تو یہاں غور کرنا ہوگا۔اگر یہ بات کہنے والے کے علاوہ دوسرے ائمہ نے اس راوی کی توثیق کی ہے اور اسے حجت تسلیم کیا ہے تو اس صورت میں ''کچھ نہیں'' کا مطلب یہ ہوگا کہ یہ بات کہنے والے امام کے نزدیک اس راوی کی حدیث بطور شاہد ومتابع کے تو لکھی جا سکتی ہے لیکن حجت نہیں بن سکتی (یعنی یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ راوی ضعیف یا نا قابل اعتبار ہے۔ناقل)۔اور اگر وہ راوی جس کے بارے میں کسی امام نے یہ بات کہی ہے ایسا ہے کہ اس کا ضعیف ہونا مشہور ہے اور ائمہ میں سے کسی نے بھی اس کا ذکر اچھائی کے [redacted]

اور ''**عبيد الله بن معاذ العنبري**'' کی تحسین وتوثیق یحییٰ بن معین کے علاوہ دوسرے ائمہ سے ثابت ہے، نیز ائمہ نے انہیں حجت بھی تسلیم کیا ہے، یوں ان کے بارے میں ابن معین کا یہ کہنا کہ ''وہ اصحاب حدیث میں سے نہیں اور وہ کچھ نہیں'' کا یہی مطلب ہے کہ ان سے بہت زیادہ احادیث مروی نہیں یا ابن معین کے نزدیک ان کی حدیث بطور متابع وشاہد کے تو لکھی جاسکتی ہے بطور حجت نہیں۔ یہ بھی یاد رہے کہ یہ جرح ''مفسر'' نہیں۔

مُعاذ بن مُعاذ بن نصر العنبري

یہ ''عبیداللہ بن معاذ'' کے والد ہیں، یہ بصرہ کے قاضی تھے، امام ذہبی نے انہیں ''**الامام الحافظ**'' کہا ہے۔ امام احمد بن حنبل نے کہا کہ: ''**معاذ قرة عين في الحديث**'' معاذ حدیث میں آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں۔ ایک اور مقام پر فرمایا: ''**اليه المنتهىٰ في التثبت في البصرة، ما رأيتُ أحداً أعقل منه**'' بصرہ میں حدیث کی پختگی ان پر ختم ہے، میں نے ان سے زیادہ عقل والا نہیں دیکھا۔ ابوحاتم اور یحییٰ بن معین نے انہیں ''ثقہ'' کہا ہے۔ امام نسائی نے انہیں ''ثقہ اور ثبت'' کہا۔ یحییٰ القطّان نے کہا کہ ''معاذ بن معاذ سے زیادہ حدیث میں پختگی رکھنے والا نہ بصرہ میں ہے نہ کوفہ میں اور نہ ہی حجاز میں''۔ ابن سعد نے بھی انہیں ''ثقہ'' کہا۔ ابن حبان نے انہیں ''ثقہ'' لوگوں میں شمار کیا ہے۔ ان کے بیٹے عبیداللہ بن معاذ کے مطابق آپ کی وفات سنہ 196ھ میں ہوئی۔

(التاريخ الكبير للبخاري، ج 7 ص365 /الجرح والتعديل، ج 8 ص248 /تاريخ الاسلام، ج 4 ص1209 /سير اعلام النبلاء، ج 9 ص54 /تهذيب التهذيب، ج10 ص194 /ثقات ابن حبان، ج7 ص482).

شُعبة بن الحجّاج بن الورد الواسطي (ابو بسطام)

امام ذہبی نے ان کا تعارف یوں کرایا ہے: ''**الامام الحافظ، أمير المؤمنين في الحديث**'' امام، حافظ، اور حدیث میں مؤمنین کے سردار۔ امام احمد بن حنبل سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: ''شعبہ کے زمانے میں علمِ حدیث میں اُن سے اچھا تو کیا اُن جیسا بھی کوئی نہ تھا''۔ نیز امام احمد نے فرمایا: ''علم رجال میں تو شعبہ اکیلے ایک امت تھے''۔ حماد بن زید نے انہیں ''حدیث کا شہسوار'' کہا۔ ابوالولید الطیالسی کہتے ہیں کہ مجھ سے حماد بن سلمۃ نے کہا: ''اگر حدیث حاصل کرنا چاہتے ہو تو شعبہ کو لازم پکڑ لو''۔ سفیان ثوری کہا کرتے تھے کہ ''شعبہ حدیث میں مومنوں کے سردار ہیں''۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ ''اگر شعبہ نہ ہوتے تو عراق میں حدیث کو کوئی نہ جانتا''۔ یزید بن زریع کہتے ہیں ''شعبہ حدیث میں نہایت سچے لوگوں میں سے تھے''۔ یحییٰ القطّان کہتے ہیں کہ ''میں نے حدیث میں شعبہ سے اچھا کوئی نہیں دیکھا''۔ امام ابوداوٗد کہتے ہیں کہ جب شعبہ کا انتقال ہوا تو سفیان بن عیینہ نے کہا: ''مات الحدیث'' گویا کہ آج حدیث کی موت ہوگئی۔ ابن سعد نے انہیں ''ثقہ'' کہا۔ عجلی نے کہا کہ ''وہ حدیث میں ثقہ اور ثبت تھے، البتہ اسماء الرجال میں کبھی غلطی کر جاتے تھے''۔ ابن حبان نے بھی انہیں ''ثقہ'' لوگوں میں شمار کیا ہے۔ امام حاکم نے انہیں ''اماموں کے امام'' کہا۔ انہوں نے سنہ 160 ہجری میں وفات پائی۔

(التاريخ الكبير للبخاري، ج 4 ص 244 /الجرح والتعديل، ج4 ص 369 /تهذيب الكمال، ج 12 ص 479 /سير اعلام النبلاء، ج 7 ص 202 /تهذيب التهذيب، ج4 ص 338 /ثقات ابن حِبان، ج6 ص 446 /معرفة الثقات للعجلي، ج2 ص 456 /الكاشف، ج1 ص 485).

نعمان بن سالم الطائفي

اسحاق بن منصور نے یحیٰی بن معین سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے نعمان بن سالم کو ''ثقہ'' کہا۔ ابوحاتم رازی نے انہیں ''ثقة صالح الحديث'' (ثقہ اور اچھی حدیث والے) کہا۔ امام نسائی نے بھی انہیں ''ثقہ'' کہا۔ ابن حِبان نے انہیں ''ثقہ'' لوگوں میں شمار کیا ہے۔

(التاريخ الكبير للبخاري، ج 8 ص 77 /الجرح والتعديل، ج 8 ص 445 /تاريخ الاسلام، ج 3 ص 331 /تهذيب الكمال، ج29 ص 448 /تهذيب التهذيب، ج10 ص 453 /ثقات ابن حِبان، ج7 ص 531).

تمنائی دھوکہ

تمنا عمادی صاحب نے نعمان بن سالم کے بارے میں اپنی وہی پرانی مشہور زمانہ منطق دہرائی ہے کہ:

''یہ بالکل مجہول ہیں، نہ ان کا سال ولادت معلوم اور نہ سال وفات، نہ نسب معلوم، نہ یہ معلوم کہ کس قبیلے سے تھے...... پھر جرح وتعدیل کے قابل بھی کسی نے ان کو نہ سمجھا''

(انتظارِ مہدی ومسیح، ص 213)

افسوس عمادی صاحب نے یہاں بھی غلط بیانی سے کام لیا کہ ''کسی نے انہیں جرح وتعدیل کے قابل نہیں سمجھا''۔ جہاں تک ان کی ''تعدیل'' کا تعلق ہے تو اگر یحیٰی بن معین، ابوحاتم رازی، امام نسائی اور ابن حبان کا نعمان بن سالم کو ''ثقہ'' کہنا تعدیل نہیں تو پھر نہ جانے عمادی صاحب کے ''فنِ رجال'' میں تعدیل کس چیز کا نام ہے۔ جہاں تک اُن پر جرح کی بات ہے تو ہم عمادی صاحب کے ساتھ متفق ہیں کہ کسی نے بھی نعمان بن سالم کو جرح کے قابل نہیں سمجھا۔

باقی یہ ''تمنائی علم رجال'' کا قانون ہوگا کہ جس راوی کی تاریخ پیدائش اور تاریخ وفات کتب رجال میں نہ لکھی ہو، اگرچہ ائمہ نے اسے ثقہ لکھا ہو وہ راوی مجہول اور نا قابل اعتبار کہلائے گا، حقیقی اور اصلی علم رجال کا یہ اصول ہرگز نہیں۔

يعقوب بن عاصم بن عروة بن مسعود الثقفي الطائفي

یہ ''نافع بن عاصم الثقفي'' (جو کہ ثقہ تابعی تھے) کے بھائی ہیں، اور جیسا کہ نسبت سے ظاہر ہے ان کا تعلق قبیلہ بنی ثقیف سے تھا اور طائف کے رہنے والے حجازی تھے، ابن حِبان نے ان کا شمار ''ثقہ'' لوگوں میں کیا ہے، ان کا ذکر مندرجہ ذیل کتب میں ہے اور کسی نے بھی ان پر کسی قسم کی کوئی جرح نہیں کی۔

(التاريخ الكبير للبخاري، ج8 ص 388 /الجرح والتعديل، ج 9 ص 211 /تاريخ الاسلام، ج 2 ص 1189 /تهذيب الكمال، ج 32 ص 339 /تهذيب التهذيب، ج 11 ص 389 /ثقات ابن حِبان، ج 5 ص 552 /التكميل في الجرح والتعديل لابن كثير الدمشقي، ج 2 ص 409 /الكاشف، ج3 ص 394).

تمنائی مغالطہ

عمادی صاحب کو جب **یعقوب بن عاصم الثقفی** کے بارے میں کسی قسم کی کوئی جرح نہ ملی تو انہوں نے حسب عادت یہ بیان جاری کر دیا کہ:

''اسی طرح ایک حدیث اور صرف مسلم میں ہے جو حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کی طرف منسوب ہے، جس کو ایک مجہول الحال یعقوب بن عاصم بن عروہ بن مسعود روایت کرتے ہیں، نہ جن کا وطن معلوم ہے نہ سال ولادت ووفات کا کہیں ذکر ہے، نہ کوئی ان پر جرح کرتا ہے نہ ان کی تعدیل کرتا ہے، چونکہ ان کی حدیث مسلم میں ہے اس لئے مسلم کا بھرم رکھنے کے لئے صرف ابن حبان نے ان کا ذکر ثقات میں کر دیا ہے''۔

(انتظارِ مہدی ومسیح، ص212)

عمادی صاحب نے پہلا مغالطہ تو یہ دیا کہ یہ حدیث صرف مسلم میں ہے، جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے، یہ حدیث مندرجہ ذیل کتب میں بھی با سند موجود ہے:

(مسند احمد: حدیث نمبر 6555، ج11 ص113 مؤسسة الرسالة /صحيح ابن حِبان: حديث نمبر 7353، ج16 ص350 مؤسسة الرسالة /المستدرک للحاكم: حديث نمبر 8632 و 8654 ج4 ص586 و 594 دار الكتب العلمية بيروت /السنن الكبرىٰ للنسائي: حديث نمبر 11565، ج10 ص316 مؤسسة الرسالة /شعب الايمان للبيهقي: حديث نمبر 345، ج1 ص530 مكتبة الرشد، السعودية).

عمادی صاحب نے دوسری غلط بیانی یہ کی ہے کہ یعقوب بن عاصم کا وطن معلوم نہیں، جبکہ تمام کتابوں میں انہیں ''**ثقفي اور طائفي**'' لکھا ہے، یعنی ان کا تعلق قبیلہ بنی ثقیف سے تھا اور طائف کے رہنے والے تھے، اسی وجہ سے انہیں ''**حجازي**'' بھی لکھا ہے۔ نیز جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا کہ یہ ''**نافع بن عاصم بن عروة بن مسعود الثقفي الطائفي**'' کے بھائی ہیں اور کتب رجال میں جہاں ''نافع بن عاصم'' کا ذکر ہے اس کے ساتھ یہ بھی لکھا ملتا ہے کہ یہ ''یعقوب بن عاصم'' کے بھائی ہیں (مثلاً دیکھیں: الجرح والتعديل، ج8 ص454 /تهذيب التهذيب، ج10 ص405 /التاريخ الكبير للبخاري، ج8 ص84)، لہٰذا عمادی صاحب کا ''یعقوب بن عاصم'' کو مجہول لکھنا بھی صریح مغالطہ ہے۔

رہی عمادی صاحب کی یہ منطق کہ چونکہ ان کی تاریخ ولادت اور تاریخ وفات کسی نے نہیں لکھی لہٰذا یہ مجہول ہیں۔ تو ہم اس کے جواب میں صرف یہی عرض کریں گے کہ:

جنھیں ہو جھوٹ کو سچ کر دکھانا انھیں سچوں کو جھٹلانا پڑے گا

حديث نمبر 14:

''(امام اسحاق بن راہویہ روایت کرتے ہیں) خبر دی ہمیں (**مغيره بن سلمة**) **المخزومی** نے، اُن سے

بیان کیا عبدالواحد بن زیاد نے، اُن سے بیان کیا عاصم بن کُلیب نے، وہ کہتے ہیں مجھ سے بیان کیا میرے والد (کلیب) نے، وہ کہتے ہیں میں کوفہ کی مسجد میں حضرت ابوہریرہؓ کے پاس بیٹھا ہوا تھا جب ایک آدمی آیا......(اور اُس نے حضرت ابوہریرہؓ سے حضرت عیسیٰ بن مریم ؑ کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے اس کے جواب میں رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث بیان کی جس میں یہ بھی ذکر ہے)...... فَیَنزِلُ عیسیٰ بن مریم ......پھر حضرت عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے...... الی آخر الحدیث۔''

(مسند اسحاق بن راھویه، حدیث نمبر 262، ج1 ص288، مکتبة الایمان، المدینة)

راویوں کا تعارف:

مغیرة بن سلمة المخزومي القرشي البصري (ابو ھشام)

علی بن المدینی نے انہیں ''ثقہ'' کہا، نیز فرمایا: ''ما رأیتُ قرشیاً أفضل منه ولا أشد تواضعاً''میں نے اُن سے بہتر اوران سے زیادہ متواضع قریشی نہیں دیکھا''۔ یعقوب بن شیبۃ، ابن الجنید اورنسائی نے بھی انہیں ''ثقہ'' کہا ہے۔ابن قانع نے انہیں ''ثقہ اور مامون'' کہا ہے۔ابن حِبان نے بھی ان کا شمار ''ثقہ'' لوگوں میں کیا ہے۔امام بخاری نے ان کی وفات سنہ 200 ہجری میں بتائی ہے۔

(التاریخ الکبیر للبخاري، ج7 ص326 /الجرح والتعدیل، ج8 ص223 /تاریخ الاسلام، ج 4 ص1215 /تھذیب التھذیب، ج10 ص 261 /ثقات ابن حِبان، ج9 ص169)۔

عبدالواحد بن زیاد العبدي البصري (ابو بِشر)

عثمان دارمی نے یحییٰ بن معین سے نقل کیا ہے کہ آپ نے کہا: ''عبدالواحد ثقہ ہیں''۔ابن سعد کہتے ہیں کہ: ''وہ ثقہ اور کثیر الحدیث'' تھے۔ابوزرعۃ اور ابوحاتم رازی نے انہیں ''ثقہ'' کہا ہے۔امام نسائی کہتے ہیں کہ ''ان کی حدیث لینے میں کوئی حرج نہیں''۔امام ابوداؤد، عجلی، دارقطنی اور ابن حبان سب نے انہیں ''ثقہ'' کہا ہے۔حافظ ابن عبدالبر کہتے ہیں کہ: ''اجمعوا لا خلاف بینھم أن عبدالواحد بن زیاد ثقة ثبت ''تمام علماء رجال اس بات پر متفق ہیں اوران میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا کہ عبدالواحد بن زیاد ثقہ اور ثبت ہیں۔ابن القطان الفاسی کہتے ہیں کہ ''وہ ثقہ ہیں''۔امام بخاری کے مطابق ان کی وفات سنہ 179 ہجری اور امام احمد بن حنبل وغیرہ کے مطابق سنہ 177 ہجری میں ہوئی۔

(الجرح والتعدیل، ج6 ص20 /تاریخ الاسلام، ج4 ص685 /تھذیب التھذیب، ج6 ص 434 /ثقات ابن حِبان، ج7 ص123 /معرفة الثقات للعِجلی، ج2 ص107 /الکاشف، ج1 ص672 /تاریخ عثمان الدارمي عن یحییٰ بن معین، ص52 دار المأمون للتراث۔دمشق)۔

ایک اہم وضاحت: یہاں ایک سوال ہوسکتا ہے کہ امام عثمان بن سعید الدارمی کے حوالے سے بیان ہوا کہ یحییٰ بن

معین نے ''عبدالواحد بن زیاد'' کے بارے میں فرمایا کہ: 'وہ ثقہ ہیں''، لیکن امام عُقیلی (متوفی 322ھ) نے کتاب الضعفاء میں اوران کے بعد امام ذہبی نے بھی میزان الاعتدال میں لکھا ہے کہ: ''**قال عثمان بن سعید سألتُ یحییٰ عن عبدالواحد بن زیاد فقال: لیس بشيء** ''عثمان بن سعید (دارمی) کہتے ہیں کہ میں نے یحیٰی بن معین سے عبدالواحد بن زیاد کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا: وہ کچھ بھی نہیں۔

(الضعفاء للعقیلي، ج3 ص55، دار الکتب العلمیة بیروت /میزان الاعتدال، ج2 ص672، دار المعرفة)

تو عرض ہے کہ **عُقیلی** کو یہاں وہم ہوا ہے، اورامام ذہبی نے بھی عُقیلی سے ہی یہ بات میزان الاعتدال میں نقل کردی، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ عثمان الدارمی نے یحیٰی بن معین سے یہ بات ''عبدالواحد بن زیاد'' کے بارے میں نہیں بلکہ ''عبدالواحد بن زید'' کے بارے میں نقل کی ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ جب ہم عثمان بن سعید الدارمی کی ''تاریخ دارمی'' دیکھتے ہیں تو اس میں جہاں ''عبدالواحد بن زیاد'' کا ذکر ہے وہاں یحیٰی بن سعید سے یہی نقل کیا ہے کہ ''**عبدالواحد ثقة**'' عبدالواحد ثقہ ہیں (دیکھیں: تاریخ عثمان الدارمي عن یحییٰ بن معین، ص 52 ، راوی نمبر 52دار المأمون للتراث. دمشق) لیکن اس کے بعد جہاں ''عبدالواحد بن زید'' کا ذکر آتا ہے وہاں الفاظ یہ ہیں: ''**وسألته عن عبدالواحد بن زید، فقال: لیس بشيء**'' کہ میں نے یحیٰی بن معین سے عبدالواحد بن زید کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا: وہ کچھ نہیں (دیکھیں: تاریخ عثمان الدارمي عن یحییٰ بن معین، ص148 ، راوی نمبر 506)۔

امام ابن ابی حاتم نے بھی ''**الجرح والتعدیل**'' میں جب ''عبدالواحد بن زید'' کا تعارف کروایا ہے تو یحیٰی بن معین کی یہ بات نقل کی ہے کہ ''وہ کچھ نہیں''، اوراس کے بعد ''عبدالواحد بن زیاد'' کے ترجمہ میں یحیٰی بن معین سے یہی نقل کیا ہے کہ ''عبدالواحد ثقہ ہیں''۔ (الجرح والتعدیل، ج6 صفحة 20 - 21)۔

نیز خود امام ذہبی نے میزان الاعتدال میں اسی جگہ ''عبدالواحد بن زیاد'' کے ترجمہ میں یحیٰی بن معین سے ان کی توثیق بھی بایں الفاظ نقل کی ہے ''**وروی عثمان ایضاً عن یحییٰ : ثقة، وقال : لیس به بأس** ''عثمان (دارمی) نے یحیٰی سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ وہ (عبدالواحد بن زیاد) ثقہ ہیں، نیز انہوں نے کہا کہ: ان کی حدیث لینے میں کوئی حرج نہیں۔ اس کے بعد امام ذہبی نے اگلے راوی ''عبدالواحد بن زید بصري'' کے ترجمہ میں پھر عثمان دارمی کے حوالے سے یحیٰی بن معین کی وہی بات نقل کی ہے کہ: ''**لیس بشيء**'' (وہ کچھ بھی نہیں)۔

(میزان الاعتدال، ج2 ص672 - 673)

عاصم بن کُلیب بن شهاب الجرمي الکوفي

امام احمد سے منقول ہے کہ آپ نے ان کے بارے میں فرمایا: ''ان کی حدیث لینے میں کوئی حرج نہیں''۔ یحیٰی بن معین اور امام نسائی نے انہیں ''ثقہ'' کہا۔ ابوحاتم نے انہیں ''صالح'' (یعنی اچھی حدیث والا) کہا۔ امام ابوداؤد نے ان

کے بارے میں فرمایا کہ ''وہ عبادت گزار لوگوں میں سے ہیں'' اور دوسری جگہ فرمایا ''وہ اہل کوفہ میں سب سے افضل ہیں''۔ ابن حِبان، عجلی اور ابن شاہین نے انہیں ''ثقہ'' لوگوں میں شمار کیا ہے۔ احمد بن صالح نے بھی انہیں ''ثقہ اور ثبت'' کہا۔ ابن سعد نے کہا کہ ''وہ ثقہ ہیں اور حجت ہیں''۔ ان کی وفات سنہ 137 ہجری میں ہوئی۔

(الجرح والتعديل، ج 6 ص 349 /تاريخ الاسلام، ج3 ص 674 /تهذيب التهذيب، ج5 ص 55 /ثقات ابن حِبان، ج 7 ص 256 /معرفة الثقات للعِجلى، ج2 ص 10 /الكاشف، ج1 ص 521 /التاريخ الكبير، ج6 ص 487 /تاريخ اسماء الثقات لابن شاهين، ص 220).

فائدہ: عاصم بن کلیب کے بارے میں بعض لوگوں نے کہا ہے وہ مرجئی تھے، لیکن حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں ابوعبید الآجری کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے امام ابوداؤد سجستانی سے پوچھا: ''کیا عاصم بن کلیب مرجئی ہیں؟'' تو امام ابوداؤد نے فرمایا ''**لا أدري**'' میں نہیں جانتا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی طرف مرجئی ہونے کی نسبت یقینی نہیں، بہرحال مرجئی ہونا راوی کی وثاقت کے منافی نہیں۔ اسی طرح کتب رجال میں عاصم بن کلیب کے بارے میں علی ابن المدینی کا یہ قول بھی ملتا ہے کہ آپ نے فرمایا: ''**لا يُحتج به اذا انفرد**'' جب وہ کسی حدیث کو بیان کرنے میں اکیلے ہوں (یعنی ان کے علاوہ اور کوئی وہ حدیث بیان نہ کرتا ہو) تو وہ حجت نہیں۔ اگر چہ ابن المدینی نے انہیں مطلقاً ضعیف یا ناقابل اعتبار نہیں فرمایا، لیکن ہماری زیر بحث حدیث وہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کر رہے ہیں جس میں نزولِ عیسیٰ ◆ کا ذکر ہے اور یہ بات حضرت ابو ہریرہؓ سے بہت سے دوسرے لوگوں نے بھی روایت کی ہے جس میں سے کچھ احادیث ہم نے بھی ذکر کیں۔ اس طرح وہ یہ بات روایت کرنے میں اکیلے نہیں۔

<u>**كليب بن شهاب الجرمي**</u>

ابن مندۃ، ابونعیم اور ابن عبدالبر نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔ لیکن ابوحاتم رازی، امام بخاری، ابوزُرعۃ، ابن سعد اور ابن حبان نے انہیں تابعین میں شمار کیا ہے۔ ابوزُرعۃ نے انہیں ''ثقہ'' کہا ہے۔ ابن سعد کہتے ہیں کہ ''وہ ثقہ ہیں، اور میں نے دیکھا ہے کہ ائمہ حدیث ان کی حدیث کو اچھا سمجھتے اور اس سے حجت پکڑتے ہیں''۔ عجلی اور ابن حبان نے بھی انہیں ''ثقہ'' لوگوں میں شمار کیا ہے۔

(الجرح والتعديل، ج 7 ص 167 /تاريخ الاسلام، ج 2 ص 992 /تهذيب التهذيب، ج 8 ص 445 /ثقات ابن حِبان، ج3 ص 356 /معرفة الثقات للعِجلى، ج2 ص 228 /الكاشف، ج2 ص 159 /التاريخ الكبير، ج 7 ص 229 /معرفة الصحابة لأبي نعيم، ج5 ص 2396 /الاستيعاب في معرفة الأصحاب، ج 2 ص 185 دار الفكر بيروت /أسد الغابة، ج4 ص 470 دار الكتب العلمية بيروت /الاصابة، ج9 ص 368 دار هجر، القاهرة).

(جاری ہے)